ڈاکٹر محمد آصف اعوان

ایسوسی ای$ پروفیسر

شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آ باد

اقبال کے ای- مکتوب الیہ-مہاراجہ سر کشن پرشاد

Maha Raja Sir KishanPershad's real name was Pershootam Das. He was a poet and prose writer of Urdu and Persian. He was a very generous and humane person. He had great love and respect for Iqbal. Iqbal wrote severalletters to him. In this article, a brief life sketch of Maha Raja and essence of Iqbal's letters to his name have been described.

یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد اُردو اور فارسی کے ممتاز شاعر، ادی$ ،فن خطاطی کے ماہر مصوری اور موسیقی کے دلدادہ، علم نجوم اور رمل میں کامل اور فنون سپہ گری کے شوقین تھے۔مہاراجہ عربی، فارسی، سنسکرت اور انگریزی جیسی چاروں زبانوں سے واقف اور علم وادب کا بہترین ذوق رp تھے۔وہ ای- ایسے کھتری خان ان سے تعلق رp تھے جس نے عہدِ مغلیہ میں راجہ ٹوڈرمل اور عہدِ آصفیہ میں مہاراجہ چندو لال جیسی عظیم ہستیاں پیدا کیں۔ چندو لال کی ادب پروری، K ن دوستی، داد ودہش اور شخصیت کی چھاپ اتنی گہری تھی کہ ای- زمانے میں حیدرآباد چندولال کا حیدرآباد کہلاتا تھا، یہی چندولال مہاراجہ کشن پرشاد کے جد اعلیٰ تھے۔[۱]

مہاراجہ سر کشن پرشاد ۲۸ فروری ۱۸۶۴ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا* م راجہ ہری کشن تھا۔مہاراجہ کشن پرشاد کے** مہاراجہ نریندر پرشاد تھے جو چندولال کے نواسے تھے۔ابتداء میں مہاراجہ سر کشن پرشاد کا* م پرشوتم داس تھا۔1** مہاراجہ نریندر پرشاد نے کشن پرشاد کہہ کر پکارا اور پھر یہی* م چل نکلا۔ابتدائی تعلیم و M.** ہی نے کی۔ بہت بڑی جاگیر وراثت $ میں* پائی۔ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے۔ ۱۹۱۰ء میں دو بار آصفیہ کے وزیرِ اعظم مقرر ہوئے۔ دربارِ آصفیہ سے یمین السلطنت اور سرکارِ انگلشیہ سے ''سر'' کا خطاب** پایا۔Ã حیدرآباد ی رقم طراز ہیں:

> مہاراجہ کی مہتم* بالشان شخصیت اپنی گوناگوں صلاحیتوں اور ا Ñ ں کے ساتھ حیدرآباد کی ہمہ جہتی زند گی کی نصف صدی پر چھائی ہوئی ہے۔ان کے ذکر کرے کے بغیر حیدرآباد کی کوئی سیاسی، سماجی اور ادبی* رتخ مکمل نہیں ہوسکتی۔[۲]

مہاراجہ صا # ای- وسیع المشرب آدمی تھے۔ مندروں میں قشقہ لگاتے، مسجدوں میں نماز پڑھتے، مجالس عزا میں اشک بہاتے اور حال وقال کی محفلوں میں سر دھنتے تھے۔[۳]

خواجہ اجمیری سے بے پناہ عقیدت تھی اسی لیے اپنے ای- بیٹے کا* م خواجہ پرشاد رکھا۔ انتہائی فیاض شخص تھے۔جیبیں خالی کرنے کے لیے بھرتے تھے، اُن کے ہاتھوں سے سچ مچ سونے چاندی کے فوارے اُبلتے تھے۔[۴]

لوگوں سے بے حد ادب واحترام سے ملتے، ملنسار اور منکسر المزاج تھے۔علم پرور اور علم دوست تھے۔علامہ اقبال سے بے

انتہا عقیدت اور محبت ر p تھے۔ ۱۹۱۰ء میں اقبال حیدر آ باد گئے تو مہاراجہ سرکشن پرشاد نے خود مہمان نوازی کی۔ شہر میں اقبال کے اعزاز میں کئی ای تقریبات کا اہتمام ہوا۔

۱۹۱۳ء میں مہاراجہ کشن پرشاد نے اجمیر اور پنجاب کا سفر کیا۔ ۱۷ جولائی ۱۹۱۳ء کو لاہور پہنچے اور اقبال سے 5قات ہوئی۔ اس 5قات سے اقبال اور مہاراجہ سرکشن پرشاد کے مابین موجود دوستی a اور u نگت کو مزید تقویت ملی۔ ۱۹۲۹ء میں اقبال جامعہ عثما6 کی دعوت پر دوسری مرتبہ حیدر آ باد گئے۔ اقبال نے وہاں دو توسیعی لیکچر دیے۔ ۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء کو منعقد ہونے والے اجلاس کی صدارت مہاراجہ سرکشن پرشاد نے کی، اُنھوں نے اقبال کے لیکچر کے بعد اپنے صدارتی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا:

> جامعہ عثما6 کی دعوت پر سر اقبال کی عالمانہ تقاریر کے سلسلے میں اس لیکچر کی صدارت میرے لیے ای خوش گوار فریضہ ہے۔ ڈاکٹر اقبال کے ذکر کے ساتھ ہی اُن کی تصنیفات کے انمول اور وسیع گنجینوں کا ای لامتناہی تصور پیش Ã ہوجا‌تا ہے۔ ڈاکٹر اقبال جس مقصدِ حیات کو اپنے علم وعمل سے پورا کر رہے ہیں، وہ Kا نی تر قی کو د* کے لیے سود مند بنانے اور روحا Mنی کے اعلیٰ مدارج کو حاصل کرنے کا راستہ بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال تصوف اور عرفان کی آغوش میں پل کر حکیم ہوئے اور اُن کے حکیمانہ خطبات سے ہم کو یکساں مستفید ہونے کا اب* بلشافہہ موقع 5 ہے جس کی ہم عزت اور قدر کرتے ہیں۔[۵]

اقبال کی زندگی کے آخری دنوں میں ۹ جنوری ۱۹۳۸ء کو حیدر آباد کے ٹاؤن ہال میں پہلا یومِ اقبال منایا گیا۔ اس دن ہونے والے ای اجلاس کی صدارت مہاراجہ سرکشن پرشاد نے کی، اس موقع پر مہاراجہ نے اپنی تقریر میں کہا:

> اُردو شاعری کے جنم بھوم میں آج کا دن ای* یادگار دن ہے کیوں کہ آج ہم سر اقبال جیسے مشہور اور مقبول شاعر کی خصوصیات کی داد وتحسین کے لیے جمع ہوئے ہیں۔۔۔حقیقت میں اقبال جس بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے وہ اس کا جائز حق ہے اور اس کا پیام فرزندانِ مشرق کبھی فراموش نہ کرسکیں گے۔[۶]

مہاراجہ سرکشن پرشاد کی Ä و پر F علمی وادبی تصنیفات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ''اقبال بنام شاد'' میں محمد عبداللہ چغتائی نے چوہتر کتب کی فہرست دی ہے۔ ان میں سے چند تصانیف کے نام D ذیل ہیں:

۱- دینِ حسین　　　۲- ماتمِ حسین (منظوم)

۳- دینِ مبین　　　۴- جام جہاں Ú (ہندوستان)

۵- سفر شاد نگر　　　۶- بز*تِ شاد

۷- خم کدۂ شاد　　　۸- +رِ شاد

۹- رُباعیاتِ شاد (۳ حصے)　　　۱۰- سرمایۂ سعادت

مہاراجہ سرکشن پرشاد کا ۹ مئی ۱۹۴۰ء کو انتقال ہوا۔

اقبال کے مہاراجہ سرکشن پرشاد کے*م خطوط ، ان دونوں شخصیات کے مابین قرR اور مخلصانہ تعلقات ، وضع داری ، وسیع المشربی ، ادبی ہم مزاجی اور* بھی ادب واحترام کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ بے تکلفی ایسی کہ اقبال راز کی* توں میں شری- کرنے کے لیے مہاراجہ سرکشن پرشاد کا انتخاب کرتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ ''کئی* تیں راز کی آپ سے کرنی ہیں'' (۶)اور احترام کا یہ حال ہے کہ ہر خط میں مہاراجہ کو''سرکار'' کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ اقبال نے اپنے خطوط میں کئی ا- جگہ مہاراجہ کے شخصی اوصاف کا ذکر کیا ہے۔ا- خط میں رقم طراز ہیں:

واللہ قبائے وزارت کے نیچے شاعری و درویشی ،سپہاَ ی اور: ا جانے کیا کیا کمالات آپ نے چھپا رکھے ہیں۔ ۷

مہاراجہ فارسی ز*ن پر مکمل مہارت رp تھے اور اُردو کے ساتھ ساتھ فارسی ز*ن میں بھی شعر کہتے تھے۔ اقبال ا- خط میں مہاراجہ کی ا- فارسی غزل کی تعریف یوں کرتے ہیں:

فارسی غزل ''کیستم من'' .# پڑھی گئی تو اڑ*ب ذوق سرمست ہوگئے۔ واقعی لا جواب غزل ہے۔ انہی* توں سے اقبال آپ کا اَ دِہ ہے۔ امارت ،عزت ،آ. و ، جاہ وحشم عام ہے1 دل ا- ایسی چیز ہے کہ ہر امیر کے پہلو میں نہیں ہو- ۔ کیا خوب ہو اَ سرکارِ عالی کا فارسی دیوان مر$ ہوکر دِہ افروزِ اہل بصیرت ہو۔ ۸

اقبال کے دل میں مہاراجہ کے لیے بہت قدر ومنز- تھی۔ ا- دفعہ مہاراجہ نے اقبال سے مثنوی ''اسرارِ خودی'' کے بیس نسخے قیمتاً بھجوانے کی گذارش کی تو اقبال نے اُنھیں لکھا:

سرکار کی فرمائش کے مطابق بیس نسخے آج ارسال : مت ہوں گے1 آپ جنس سخن کے جوہری ہیں اَ آپ اپنی بلندی سے نیچے اُ- کر مشتری کی حیثیت اختیار کریں تو آپ کا اختیار ہے۔ میں آپ کو مشتری نہیں تصور کرسکتا اور اس واسطے وی پی* رسل کر کے بھیجناHِ ہ کبیرہ سمجھتا ہوں۔ ۹

ا- خط میں اقبال مہاراجہ سے اپنی محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں:'' خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اس ' قہ پوش امیر کی ہم ,.می میسر رہے۔'' ۱۰ اس میں کوئی شک نہیں کہ سرکشن پرشاد ا- بہت اہم ز- - کے انتہائی مرفہ الحال مہاراجہ تھے1 اقبال کی اُن کے ساتھ محبت کسی غرض* لالچ کی پردہ دار نہ تھی۔ وہ خود ا- خط میں لکھتے ہیں کہ''Kنی قلب کے لیے اس سے بڑھ کر زبوں بختی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اس کا خلوص پردۂ اغراض ومقاصد ہوجائے۔'' ۱۱ مہاراجہ .# جولائی ۱۹۱۳ء میں لاہور آئے تو اقبال نے اسٹیشن پر اُن کا استقبال کیا۔ مہاراجہ کی یہ اقبال سے دوسری* لمشافہہ 5قات تھی۔ مہاراجہ اقبال کے کلام اور علمی مرتبہ سے تو واقف تھے ہی ، اب اُنھیں اقبال کو ز*دہ قری$ سے دیکھنے اور اُن کے معاشی تفکرات ومسائل سے بھی آ گاہ ہونے کا موقع 5 ، چنانچہ لاہور سے حیدر* د واپس پہنچتے ہی اُنھوں نے اقبال کو فکر معاش سے بے *ز کرنے کے لیے ا- اَ اس قدر وظیفے کی پیش کش کی۔ اقبال نے اس پیش کش کے جواب میں ۲۶ اکتو. ۱۹۱۳ء کو مہاراجہ کے*م ا- خط تحری کیا جس میں اُنھوں نے اَ چہ اپنی گھرW ذمہ داریوں ، معاشی تفکرات اور مسائل کا ذکر کیا ہے1 مہاراجہ کی طرف سے وظیفے کی پیش کش کو بڑی خوب صورتی سے یہ کہہ کر* ل*:

یۃ*بت مروت اور ٓڈ ی $ سے دور ہے کہ اقبال آپ سے ای بیش قرار تنخواہ*ِ پ ئے اور اس کے عوض میں کوئی ایسی :مت نہ کرے جس کی اہمیت بقدر اس مشاہرے کے ہو۔[۱۲]

اقبال کے مہاراجہ کے*• م ۱۱- اکتو ۱۹۲۱ء کے خط سے پتہ چلتا ہے کہ ٓڈی - حیدر*ِ د کے وزی اعظم سر اکبر حیدری نے اقبال کو ۱۹۲۰ء میں جامعہ عثما6 حیدر*ِ د میں قانون کا پ وفیسر W کی پیش کش کی 1 اقبال نے بوجوہ یہ پیش کش منظور کرنے سے انکار کر ٓڈی ۔[۱۳] مہاراجہ سرکشن پ شاد ای انتہائی پ ھے لکھے ،علم دو - اور ادب نواز K ن تھے چنانچہ اقبال .# اُن کے*• م خطوط رقم کرتے ہیں تو ایسا شستہ اور دل کش طرزِ تحری اپناتے ہیں کہ اکثر خطوط ادب وK ء کا بہترین نمونہ پیش کرتے ہیں۔ نیز خطوط میں موقع ومحل کے مطابق اسا+• ہ کے اشعار درج کرنے سے خطوط کی ادبی چاشنی دوچند ہوجاتی ہے۔ اقبال نے بعض خطوط میں علم وڈ• ئی کے ایسے موتی بکھیرے ہیں کہ قاری خطوط کا مطالعہ کرتے ہوئے* ر* ر رُک کر غور کرنے اور ان سے لطف + وز ہونے لگتا ہے۔ چند مثالیں 5حظہ ہوں:

> زمانہ ابتدا وانتہا کی قیود سے آزاد ہے، اشیا کو اپنے ہاتھ کے لمس سے پ* کردیتا ہے۔ بحمداللہ ''دل'' اس ا ٔ سے متا ٔ ہونے کی صلا A نہیں رr ۔[۱۴]

> عورت Âمِ عالم کی خوشبو ہے اور قلب کی Ú ز۔[۱۵]

> تجربے نے یہ اُصول سکھا ی کہ جس معشوق سے ٓڈ ی دہ محبت ہو، اُس سے اُصولاً ٓڈ ی دہ بے اعتنائی کرنی چاہیے۔[۱۶]

اقبال کے خطوط بنام مہاراجہ سرکشن پ شاد اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہیں کہ اِن خطوط کے مطالعہ سے بعض انتہائی اہم اُمور کی پ دہ کشائی ہوتی ہے۔ مثلاً اقبال مثنوی ''اسرارِ خودی'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> قسم ہے : ائے واحد کی ! جس کے قبضے میں میری جان ومال وآ و ہے میں نے یہ مثنوی ازخود نہیں لکھی بلکہ مجھ کو اس کے لکھنے کی ہدا $ ہوئی ہے اور میں حیران ہوں کہ مجھ کو ایسا مضمون لکھنے کے لیے کیوں انتخاب کیا H ۔[۱۷]

اقبال ای خط میں لفظ ''خودی'' کے معنی ومفہوم کی وضا # یوں کرتے ہیں:

> لفظ خودی میرے خیال میں تشخص ذاتی کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے .... جہاں جہاں یہ لفظ میں نے استعمال کیا ہے اس سے مراد تشخص ذاتی* ی احساس Ñ ہے۔[۱۸]

اسی طرح ای خط میں تصوف کے* رے میں اپنا نقطۂ Ã یوں بیان کرتے ہیں:

> ا/ کوئی شخص تصوفِ وجودیہ کی مخالفت کرے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ تصوف کا مخالف ہے۔ حقیقی اسلامی تصوف اور چیز ہے۔ تصوفِ وجودیہ مذہب اسلام سے قطعاً تعلق نہیں رr اور مذہبِ ہنود سے گو تعلق رr ہے* ہم ہندوؤں کے لیے سخت مضر* $ ہوا ہے۔ ہمارے صوفیا کی کتابوں میں اس امر پ ای عجیب وغری $ بحث موجود ہے کہ ''گستن'' اچھا ہے* ی ''پیوستن'' اور صوفیا کا اس میں اختلاف ہے۔ اسلامی تصوف کا دارومدار ''گستن'' پ ہے۔

تصوف وجودیہ کا ''پیوستن'' *یِ فنا پر۔ اگر میں نے ''گسستن'' کی حما$ کی ہے تو کوئی+ (نہیں کی۔ صوفیا میں سے جن لوگوں نے مجھ پر اعتراض کیا ہے وہ خود اپنے تصوف کے لٹرZ سے آ گاہ نہیں معلوم ہوتے۔[19]

اقبال کے شاد کے* م خطوط علمی وادبی نوعیت کے بھی ہیں اور ذاتی و~ احوال کے آئینہ دار بھی۔ اقبال کہیں مہاراجہ کو اپنی والدہ کے انتقالِ پر 5ل کی خبر دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

امسال میرے لیے عید، محرم کا حکم رb ہے۔ والدہَ) مہ چھ سات ماہ سے بیمار تھیں، ۹ نومبر کی صبح کو اُن کا انتقال ہH۔[20]

اور کہیں مہاراجہ کے بچوں کی علا ~ پر اپنے~ دد کا اظہار کرتے ہیں۔[21] ا~ خط مورخہ ۳۱ - اکتو. ۱۹۱۶ء میں راجہ گوبند پر شاد کی وفات پر افسوس کیاH ہے اور ا~ دوسرے خط محررہ ۲۴ - اکتو. ۱۹۲۳ء میں شاد کی صا # زادی کے انتقال پر رنج و الم اور* سف کے ب* ت کا اظہار کیاH ہے۔[22] کہیں دردØس اور اُ دہ کی تکلیف کا ذکر ہے تو کہیں لاہور کے موسمِ اُ ما کی بے رحمی کا+ کرہ۔ غرض اقبال کے شاد کے* م خطوط میں محبت والفت ، خلوص ومروت ، علم وادب ، سنجیدگی ومتا$ ، بے تکلفی اور* ہمی عقیدت کے سبھی ر~ موجود ہیں جس سے اقبال اور مہاراجہ سرکشن پر شاد کے مابین گہرے قرR تعلقات کا# ازہ کر* مشکل نہیں۔ مہاراجہ کے* م اقبال کے خطوط کی کل تعداد ننانوے ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد عبداللہ چغتائی (مر$)، ''اقبال بنام شاد''، ب م اقبال، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص۴

۲۔ Ã حیدر* دی، ''اقبال اور حیدر* د (دکن)''، اقبال اکادمی* کستان، کراچی، ۱۹۶۱ء، ص۱۹۹

۳۔ ایضاً، ص۱۳

۴۔ ایضاً، ص۵۱

۵۔ ایضاً، ص۵۴

۶۔ محمد اقبال، ''کلیات مکاM اقبال (جلد اوّل)''، (مرتبہ: سید مظفر حسین ب نی)، اُردو اکادمی، دہلی، ۱۹۹۲ء، ص۵۴۷

۷۔ ایضاً، ص۲۵۶

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً، ص۴۱۱،۴۱۲

۱۰۔ ایضاً، ص۵۷۴

۱۱۔ ایضاً، ص۵۸۱

۱۲۔ ایضاً، ص۲۶۱

۱۳۔ ایضاً، (جلد دوم)، ص۲۸۳

۱۴۔ ایضاً، (جلد اوّل)، ص۲۷۸

۱۵۔ ایضاً، ص۴۴۳

۱۶۔ ایضاً،ص۴۰۱،۴۰۵

۱۷۔ ایضاً،ص۴۸۷،۴۹۱

۱۸۔ ایضاً،ص ۵۰۵، ۵۰۶

۱۹۔ ایضاً،ص۵۰۵

۲۰۔ ایضاً،ص۳۱۲

۲۱۔ ایضاً،ص۳۰۷

۲۲۔ ایضاً، (جلد دوم) ،ص۴۸۴